درس ترمذی شریف
افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط وترتیب: مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال
جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ماجاء فی النفقة علی البنات :
بیٹیوں پر خرچ کرنے کا بیان

گزشتہ ابحاث میں عمومی طور پر اولاد کے ساتھ محبت اور ان کے ساتھ رحمت وشفقت کی ترغیب دلائی گئی' جو لڑکوں اور لڑکیوں سب کو شامل ہے' لیکن اس تعمیم کے بعد تخصیص کے ساتھ بعض وہ روایات ذکر کی جاتی ہیں جنہیں نبی کریم ﷺ نے لڑکیوں کے ساتھ حسن سلوک' رحمت وشفقت کی ترغیب اور اس پر مرتب اجر وثواب کے متعلق ارشاد فرمائی ہیں' امام ترمذیؒ اس باب میں پانچ احادیث لائے ہیں' جن میں نبی کریم ﷺ نے لڑکیوں کو کھلانے پلانے اور پرورش کرنے ان کے ساتھ حسن معاشرت کو جہنم سے نجات اور دخول جنت کا سبب قرار دیا ہے' کیونکہ لڑکیاں لڑکوں کی بہ نسبت زیادہ قابل رحم ہیں۔

حقوق نسواں کے بلند بانگ دعویٰ کرنے والے ذرا رحمۃ للعالمین ﷺ کے لائے ہوئے دین میں عورت کو دیئے گئے حقوق کا انصاف کی نظر سے مطالعہ کریں' تو معلوم ہوگا کہ اسلام نے عورت کو وہ مقام عطا کیا ہے' جو کسی بھی مذہب یا کسی قانون میں اس کو نہیں ملا' دور جاہلیت کے ظلم وستم سے' دین اسلام نے عورت کو نجات دلائی۔

اسلام سے پہلے عورت پر روا رکھے جانے والے مظالم کا اجمالی خاکہ:

زمانہ جاہلیت میں عورت کی حیثیت' مرد کے مملوک مال ومتاع اور گھریلو استعمال کی چیزوں سے زائد نہ تھی' چوپاؤں کی طرح عورت کی بھی خرید وفروخت ہوتی رہتی تھی۔ عورت کو اپنے ماں باپ دادا' اور دیگر رشتہ داروں کی میراث میں کوئی حصہ نہیں ملتا تھا' بلکہ خود عورت میت کے دیگر اموال متروکہ کی طرح مالِ وراثت سمجھی جاتی تھی' قرآن کریم نے اس رسم کی تردید فرمائی اور اسے ناجائز وممنوع قرار دے دیا: ولا یحل لکم أن ترثوا النساء کرھا (النساء:۱۹)

ترجمہ: حلال نہیں تمہارے لئے کہ میراث میں لے لو عورتوں کو زبردستی سے۔

بسا اوقات باپ کا بڑا بیٹا (جو کہ دوسری عورت سے ہو) باپ کے مرنے کے بعد اس کی منکوحہ کے ساتھ نکاح کرتا تھا' اس خیال سے کہ یہ باپ کی ترکہ کی ایک مخصوص چیز ہے' جس کا بڑا بیٹا حقدار ہے' قرآن کریم نے اس قبیح رسم پر پوری شدت سے پابندی لگائی اور تا قیامت اس کو ممنوع قرار دے دیا۔

ولاتنکحوا مانکح اٰباؤکم من النساء الا ماقد سلف انه کان فاحشة ومقتا وساء سبیلا (النساء۲۲) ترجمہ: ''اور تم نکاح مت کرو' ان عورتوں سے جن سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو۔ مگر جو بات گزر گئی ہے گزر گئی' بے شک یہ بڑی بے حیائی ہے اور کام ہے غضب کا' اور بہت برا طریقہ ہے''

عورت کو اپنے نکاح اور شادی میں کسی قسم کا اختیار نہ تھا' اس کے ولی اور سرپرست' جس کے حوالے کر دیتا' چاروناچار اسی کے پاس جانا پڑتا تھا' یورپ کے بعض ممالک تو اس حد تک پہنچ چکے تھے کہ عورت کو انسان تسلیم کرنے کیلئے بھی تیار نہ تھے' عورت کی ملکیت کسی چیز پر بھی نہ ہوتی تھی اور برائے نام جو چیزیں اس کی ملکیت کھلاتی تھیں' اس کو بھی باپ' بھائی یا شوہر وغیرہ جہاں چاہتے اور جس طرح چاہتے خرچ کر ڈالتے تھے' عورت کو پوچھنے کا بھی حق نہ ہوتا تھا۔

بعض لوگوں کا خیال تھا کہ عورت کو کوئی بھی قتل کر دے نہ تو اس پر قصاص واجب ہے نہ خون بہا۔ اور اگر شوہر مرجاتا تو بیوی کو بھی اس کی لاش کے ساتھ جلا کر ستی کر دیا جاتا تھا۔

اور باپ کے لئے اپنی لڑکی کا قتل کرنا اور زندہ درگور کرنا نہ صرف جائز بلکہ باعث فخر وعزت سمجھا جاتا تھا' قرآن حکیم نے اس قسم کی بہیمانہ حرکت پر قیامت کے دن کے عذاب کی دھمکی دی اور آگاہ کیا کہ ان مظلوم بچیوں کی نسبت بھی سوال ہوگا' کہ کس گناہ پر ان کو قتل کیا تھا' کوئی سنگدل یہ نہ سمجھے کہ ہماری اولاد ہے ہم اس میں جو چاہیں تصرف کریں' فرمایا: واذ الموؤدة سئلت ○ بای ذنب قتلت ○ (التکویر: ۸۔۹)

ترجمہ: ''اور جب زندہ گاڑ دی گئی بیٹی کے متعلق پوچھا جائے کہ کس گناہ پر وہ ماری گئی؟''

عورت جس کے نکاح میں آجاتی تو وہ اس کے جان و مال کا بھی اپنے آپ کو مالک سمجھتا تھا' اور اس وجہ سے ازدواجی زندگی میں عورت پر گوناگوں مظالم روا رکھتا تھا' اور اگر شوہر مرجاتا تو شوہر کے ورثہ اس کے مال کی طرح اس کی بیوی کے بھی مالک اور اختیار مند سمجھے جاتے تھے' شوہر کا وارث اگر چاہتا تو بدون مہر اس کے ساتھ نکاح کر دیتا' اور اگر پسند نہ ہوتو کسی دوسرے کو نکاح میں دلا کر مال وصول کر دیتا۔ غرض اس بیچاری مخلوق کے لئے کوئی بھی عقل وانصاف سے کام نہ لیتا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اور ان پر قرآن کریم نازل ہوا تو ان تمام مظالم کا خاتمہ کر دیا' انسان کو انسانیت کی قدر سکھائی' عورت کو عزت اور شرافت کا مقام عطا کیا' عدل وانصاف پر مبنی قانون وراثت کا اعلان کیا' جس میں عورت کو قریبی رشتہ داروں کے مال میں باقاعدہ طور پر حقدار ٹھہرایا گیا' اور وہ اپنے نفس اور اپنے مال میں ہر قسم کے تصرف کرنے میں خود مختار قرار دی گئی۔ عورت کے لئے روٹی کپڑا مکان کی ذمہ داری شوہر پر ڈال دی گئی' عام

حالات میں عورت کو بچوں کے اخراجات سے بلکہ خود اپنے ضروری اخراجات سے بھی سبکدوش قرار دیا گیا' شوہر بیوی کو خوش رکھنے کا اور اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا پابند بنایا گیا' شوہر ادائیگی حقوق میں کوتاہی کرے تو بذریعہ عدالت بیوی اپنا حق وصول کرسکتی ہے' اور اگر شوہر متعنت ہو (جو کہ باوجود قدرت کے' بیوی کے حقوق نان ونفقہ ادا نہ کرتا ہو) تو شرعی ضوابط کے مطابق عورت اسلامی عدالت سے تنسیخ نکاح کی ڈگری حاصل کرکے رہائی حاصل کرسکتی ہے۔ ادوار جاہلیت میں عورت پر ڈھائے جانے والے مظالم کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلام نے عورت کو فرش سے اٹھا کر عرش پر بٹھا دیا ہے اور اس مظلوم کو پورا انصاف فراہم کیا۔

موجودہ جاہلیت اخریٰ کا فساد کا بھی سدباب: لیکن جس طرح اسلام نے عورت کو جاہلیت اولیٰ کے مظالم سے نجات دلائی اسی طرح جاہلیت آخریٰ میں رونما ہونے والے فسادات کا بھی سدباب کیا' جو کہ عورت کی بے مہار آزادی کے سبب پیدا ہورہے ہیں۔ کیونکہ عورت کو مردوں کی نگرانی اور سیادت سے پوری طرح آزادی دینا معاشرے کی بربادی کا سب سے بڑا سبب ہے' اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے الرجال قوامون علی النساء: (الآیۃ) فرما کر ان فسادات کو دفع کرنے کا سامان کیا' کہ مرد عورتوں پر حاکم اور ان کے نگران ہیں' اور عورتوں پر مردوں کی یہ نگرانی مردوں' عورتوں اور پورے انسانی معاشرے کے لئے عین حکمت اور مصلحت ہے' اس کو ظلم کہنا سب سے بڑا ظلم ہے' امریکہ اور یورپ کی یہ مسلسل کوشش ہے کہ عورتوں کو مردوں کی سیادت اور نگرانی سے بالکل آزادی مل جائے اور ان کو بے مہار چھوڑ دیا جاوے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ دنیا میں فحاشی اور بے حیائی عام ہوگئی اور جاہلیت اولیٰ سے بڑھ کر دنیا میں قتل وخونریزی اور فسادات کا بازار گرم ہے۔ خواہشات کو حقوق قرار دیا جاتا ہے جو کہ سراسر غلطی ہے۔

مغربی معاشرہ غیر متوازن اور غیر فطری ہے مغرب نے اپنے معاشرے کے اعتبار سے عورت کی صدیوں کی مظلومیت کے ردعمل میں اس کی آزادی کا جو فارمولہ پیش کیا ہے' وہ غیر متوازن اور غیر فطری ہے اس میں مرد اور عورت کی خلقت اور صلاحیتیوں کی فطری تقسیم کا لحاظ نہیں رکھا گیا' اس وجہ سے مغرب کا خاندانی نظام درہم برہم ہوگیا ہے' اور رشتوں کا تقدس پامال ہوکر رہ گیا۔ آج بھی مغرب کے معاشرے کو دیکھا جاوے تو معلوم ہوجائے گا کہ آج بھی وہاں عورت کی بے بسی اور مظلومیت قابل دید نہیں ہے کیونکہ مغرب نے عورت کے فطری فرائض میں مرد کو شریک کئے بغیر مرد کی ذمہ داریوں میں عورت کو حصہ دار بنا دیا ہے' بچوں کو جنم دینے اور ان کی پرورش کرنے کی بلاشرکت غیر ذمہ داری کے ساتھ ساتھ بچوں کیلئے کما کر کھلانے کی ذمہ داری میں بھی عورت کو شریک قرار دیا ہے' اور اس قسم کی ذمہ داریوں کو حقوق کا نام دیا ہے۔ اور مساوات مرد وزن کا خوش کن نعرہ لگا کر ناقص العقل کو خوش کردیا ہے' کہ وہ مرد کے ساتھ زندگی کی دوڑ میں برابر کی شریک ہے' لیکن یہ برابری چونکہ فطرت کے خلاف ہے اس وجہ سے مغرب فرائض وحقوق میں مساوات کے تمام تر دعوؤں کے باوجود' یہ مساوات قائم نہ کرسکا' بلکہ تجارت صنعت سیاست' تعلیم' سائنس' فوج

معاشرت وغیرہ کسی بھی شعبہ میں یہ مساوات موجود نہیں ہے۔ فطرت کے تقاضوں سے انحراف کا یہی نتیجہ ہے کہ مرد و عورت میں مساوات بھی عملاً قائم نہ ہوسکی' اور دوسری طرف اسکے منفی اثرات بھی خطرناک شکل میں رونما ہورہے ہیں کہ خاندانی نظام تباہ ہوگیا ہے' رشتوں کا تقدس پامال ہوگیا ہے' باہمی ربط اور موانست کے بجائے انفرادیت پسندی اور نفسا نفسی کا ماحول پیدا ہوگیا ہے' جس کا اعتراف خود مغربی دانشور کررہے ہیں' بحمد للہ اسلام کا نظام ان تمام غیر فطری خامیوں سے پاک اور فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ جب تک قرآن کریم کے لائے ہوئے قانون عدل کو سر تسلیم خم نہ کیا جاوے اسوقت تک دنیا امن اور سلامتی کا منہ تک نہیں دیکھ سکتی' اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر چلادے اور افراط وتفریط کے گمراہ کن راستوں سے ہمیں حفاظت میں رکھے۔

حدثنا احمد بن محمد ثنا عبد الله بن المبارك ثنا ابن عيينه عن سهيل بن ابى صلاح عن ايوب بن بشير عن سعيد الاعشىٰ عن أبى سعيد الخدرى قال: قال رسول الله ﷺ من كانت له ثلاث بنات او ثلاث أخوات أو ابنتان أو أختان فأحسن صحبتهن و اتقى الله فيهن فله الجنة۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری ؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس آدمی کی تین بیٹیاں ہوں یا تین بہن ہوں یا دو بیٹیاں ہوں یا دو بہن ہوں اور پھر اس نے انکے ساتھ اچھا برتاؤ کیا' اور ان کے حقوق کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرا تو اس کا بدلہ جنت ہے۔ انتھی

حضرت ایوب بن بشیرؒ ان کا نام اور نسب ایوب بن بشیر بن سعد بن النعمان ہے۔ ان کی کنیت ابوسلیمان مدنی ہے' ان کو جناب رسول اللہ ﷺ کی رؤیت کا شرف حاصل ہے' اور ابوداؤد وغیرہ ائمہ حدیث نے ان کو ثقہ قرار دے دیا ہے

حضرت سعید الاعشی: یہ سعید بن عبدالرحمٰن بن مکمل الاعشی الزهری المدنی ہیں' ابن حبان نے ان کو ثقہ قرار دے دیا ہے۔ (از تحفۃ الاحوذی)

فأحسن صحبتهن و اتقى الله فيهن فله الجنة: یعنی پھر اس شخص نے ان لڑکیوں کے ساتھ حسن سلوک کیا اور ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے ڈرا تو اس کے لئے جنت ہے۔

بیٹیوں سے احسان کا مطلب: یہاں احسان سے کیا مراد ہے؟ بعض کے نزدیک یہاں احسان سے مراد یہ ہے کہ ان لڑکیوں کے جو حقوق اس شخص کے ذمہ واجب ہیں' وہ اچھے طریقے سے ادا کرے مثلاً حسب استعداد نان ونفقہ' رہائش اور کپڑوں وغیرہ کا پورا خیال رکھے' اور ضروریات دین کے حد تک ان کو تعلیم دے اور بعض کے نزدیک اس حدیث میں احسان سے مراد یہ ہے کہ ان لڑکیوں کی پرورش میں صرف حقوق واجبہ پر اکتفا نہ کریں' بلکہ شرع کے موافق ان کے ساتھ زیادہ وسعت اور فراخدلی سے کام لیں۔ اور ان کی احسن طریقے سے تعلیم و تادیب کا اہتمام

کرے۔ اور یہی آخری قول مراد ہونا زیادہ واضح ہے۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پہلا جملہ فاحسن صحبتھن حقوق واجبہ سے ان پر زیادہ وسعت کرنے کی ترغیب کے لئے ہو اور دوسرا جملہ" و اتقی اللہ فیھن " حقوق واجبہ میں کوتاہی سے باز رکھنے کیلئے ہو۔

اور علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ حدیث میں جو اجر وثواب جنت ملنے کا مذکور ہے' یہ اس صورت میں ہے جبکہ یہ آدمی ان لڑکیوں کے ساتھ حسن سلوک اور احسان جاری رکھے یہاں تک کہ کسی مناسب جگہ میں انکا نکاح کرکے رخصتی کرادے' یا وہ بقضاء الٰہی فوت ہو جائیں۔

حدثنا قتیبة ثنا عبدالعزیز بن محمد عن سهل بن ابی صلاح عن سعید بن عبدالرحمن عن ابی سعید الخدری أن رسول الله ﷺ قال! لایکون لاحدکم ثلاث بنات أو ثلاث أخوات فیحسن إلیهن إلادخل الجنة. وفی الباب عن عائشة وعقبة بن عامر وانس وجابر وابن عباس وابو سعید الخدری اسمه سعد بن مالک بن سنان' وسعد بن ابی وقاص هو سعد بن مالک بن وهیب۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' نہیں ہوتی ہیں تم میں سے کسی ایک آدمی کے لئے تین بیٹیاں' یا تین بہن اور پھر وہ ان سے احسان کرے' مگر وہ آدمی ضرور جنت میں داخل ہوگا۔

احسان ایک جامع اوصاف ہمہ گیر لفظ:

فیحسن إلیهن ' یعنی پھر وہ شخص ان لڑکیوں کے ساتھ حسن سلوک کرے' اور "الأدب المفرد" میں حضرت عقبہ بن عامرؓ کی حدیث میں الفاظ اس طرح آتے ہیں' فصبر علیهن " یعنی پھر اس شخص نے ان لڑکیوں پر صبر کیا' اور ابن ماجہ میں بھی اسی طرح مروی ہے' اور ساتھ ان الفاظ کا اضافہ بھی ہے' و أطعمهن و سقاهن و کساهن ' یعنی (ان لڑکیوں پر صبر کیا) اور ان کو کھلایا پلایا اور کپڑے دیئے۔ اور طبرانی کے نزدیک حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث میں الفاظ اس طرح ہیں۔ فأنفق علیهن وزوجهن وأحسن ادبهن یعنی پھر اس شخص نے ان لڑکیوں پر خرچ کیا اور ان کا نکاح کرایا اور ان کو بہتر تعلیم دی اور امام احمدؒ کے نزدیک' اور الادب المفرد میں بھی حضرت جابرؓ کی حدیث میں اس طرح وارد ہے۔ یؤدبهن ویرحمهن ویکفلهن یعنی یہ شخص ان لڑکیوں کو تعلیم دے اور ان کے ساتھ رحمت وشفقت کا برتاؤ کرے اور انکی کفالت کرے اور طبرانی نے اس روایت میں اس لفظ کا بھی اضافہ کیا ہے۔ "ویزوجهن " اور ان کا نکاح کرادے۔ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی اللہ تعالیٰ فتح الباری میں ان تمام الفاظ کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

وھذہ الاوصاف یجمعھا لفظ الاحسان یعنی ان مختلف روایات میں جن متعدد اوصاف کا ذکر کیا گیا ہے لفظ احسان ان تمام اوصاف کے لئے جامع ہے۔ (تحفۃ الاحوذی) یعنی بہنوں بیٹوں کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کے لئے صبر کرنا' اور ان کو کھلانا پلانا اور کپڑے دینا' اور طیب خاطر کے ساتھ ان پر حسب استطاعت خرچ کرنا' ان کو ادب دینا اور علم سکھانا ان کے ساتھ رحمت وشفقت کا برتاؤ کرنا' اچھے طریقے سے ان کی پرورش کرنا اور ان کو نکاح کرانا یہ سب کچھ احسان اور حسن سلوک کے مختلف پہلو ہیں جن کو مختلف روایات میں واضح کیا گیا ہے اور مذکورہ بالا روایت میں ان تمام اوصاف کے لئے ایک جامع جملہ فیحسن الیھن " ارشاد فرمایا یعنی پھر یہ آدمی ان لڑکیوں کے ساتھ احسان کرے' گویا لفظ احسان جوامع الکلم سے ہے جو ان تمام اوصاف کو شامل ہے۔

<u>لڑکیوں کی تین یا دو عدد ذکر کرنے کی وجہ:</u> اس روایت میں تین لڑکیوں' بیٹیوں' یا بہنوں کے ساتھ احسان کرنے پر جنت ملنے کو ثواب مذکور ہے' اور اس سے پہلی روایت میں بھی پہلے تین بیٹیوں' یا تین بہنوں کو ذکر فرمایا ہے اور پھر کثرت سے قلت کی طرف تنزل کے طور پر فرمایا' یا جس کے لئے دو بیٹیاں یا دو بہن ہوں اور پھر وہ انکے ساتھ حسن سلوک کرے اور ان کے حقوق کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو اس کے لئے جنت ہے۔ ان روایات میں بظاہر ایک سے زائد لڑکیوں کی اچھی پرورش کرنے پر اس ثواب کا ذکر کیا گیا ہے۔ حقیقت میں تو اپنی اولاد اور اھل وعیال پر خرچ کرنا بہترین صدقہ اور ثواب کا کام ہے' چاہے لڑکے ہوں یا لڑکیاں' پھر لڑکیوں پر خرچ کرنا اور ان کی پرورش اچھے طریقے سے کرنا زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے چاہے ایک لڑکی ہو یا زیادہ جیسا کہ اسی باب کے آنے والی روایت میں من ابتلی بشئی من البنات الخ میں اس کا ذکر ہے۔ لیکن لوگوں کی طبائع عموماً ایسی ھوتی ہیں کہ ایک لڑکی پر گرانی محسوس نہیں کرتیں۔ بلکہ بسا اوقات جس ماں باپ کے بیٹے زیادہ ہوں اور بیٹی نہ ہو تو وہ ماں باپ ایک بیٹی کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ لیکن بیٹیاں جب دو' تین یا اس سے زیادہ ہو جاتی ہیں تو انسانی طبیعت ان کی کثرت کی وجہ سے گرانی محسوس کر کے ان سے نفرت کرنے لگتی ہے اور پھر یہی نفرت اس کی طرف سے ان کے ساتھ احسان کرنے میں رکاوٹ بن جاتی ہے' اسوجہ سے جناب رسول اللہ نے تین یا دو لڑکیوں پر صبر کرنے اور رحمت وشفقت کے ساتھ ان کی پرورش کرنے پر جنت ملنے کی خوشخبری سنائی تا کہ دل میں پیدا ہونے والی طبعی ناگواری دور ہو جائے اور مسلمان' لڑکیوں کی پرورش کو ایک عبادت سمجھ کر خوشی سے کرے اور اس تقریر سے واضح ہوا کہ تین سے زیادہ لڑکیوں کی اچھے طریقے سے پرورش کرنے والا بطریق اولی جنت کا مستحق ہے۔ کیونکہ جتنا مشقت بڑھ جاتی ہے' اتنا ہی اجر بڑھ جاتا ہے۔

<u>ایک صبر آزما ابتلاء اور آزمائش:</u> اور حدیث میں لفظ ابتلی میں اس طرف اشارہ ہے کہ بیٹیوں او بہنوں کے خراب ماحول معاشرہ اور آس پاس کے برے اثرات سے حفاظت اور ان کی تربیت کے مصارف جبکہ مستقبل میں ان سے کسی آمدنی کا امکان بھی نہیں' ہر طرح کے شدائد میں ان کا پالنا اور عزت وعصمت کی حفاظت کرنا ایک

آزمائش اور ابتلاء ہے جس کو صبر وتحمل سے برداشت کرنا بہت بڑے اجر کی بات ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ:

وأبو سعيد الخدري اسمه سعد بن مالك بن سنان یعنی حضرت ابوسعید خدریؓ کا نام سعد بن مالک بن سنان ہے' وہ اپنی کنیت ابوسعید خدریؓ' سے مشہور ہیں آپ اور آپ کے والد دونوں صحابی ہیں' غزوہ احد میں ان کو چھوٹا قرار دیا گیا' اور احد کے بعد تمام غزوات میں شریک ہوگئے۔ اور آپ مکثرین (یعنی زیادہ احادیث بیان کرنے والے) حفاظ حدیث میں سے ہیں' آپ ۷۴ھ میں وفات پاگئے اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ: وسعد بن أبي وقاص هو سعد بن مالك بن وهيب: اور سعد بن ابی وقاص جو ہیں وہ سعد بن مالک بن وھیب ہیں (یعنی ابوسعید خدریؓ کے دادا کا نام سنان ہے۔ اور سعد بن ابی وقاصؓ کے دادا کا نام وھیب ہے)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ عشرہ مبشرہ (یعنی وہ دس صحابہ کرامؓ جنہیں دنیا میں نبی کریم ﷺ نے جنت کی خوشخبری سنائی تھی) میں سے تھے۔ آپ پہلے اسلام لانے والوں میں سے تھے' انہوں نے سترہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا' حضرت سعد بن ابی وقاصؓ خود فرمایا کرتے تھے کہ'' میں اسلام کا تیسرا فرد ہوں اور سب سے پہلے میں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر مارا'' آپ جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ آپ ۵۵ھ میں مدینہ منورہ کے قریب عقیق کے مقام پر اپنے محل کے اندر فوت ہوئے۔ ان کی نعش عقیق سے مدینہ منورہ کو لائی گئی اور جنت البقیع میں آپ دفن ہوئے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے نسب کی وضاحت:

امام ترمذیؒ نے اس باب میں پانچ احادیث لائے ہیں اور گزشتہ دو حدیثوں کے راوی' حضرت ابوسعید خدریؓ ہیں' پس امام ترمذیؒ نے وضاحت کے لئے ابوسعید خدریؓ کے نسب کا ذکر کیا' اس میں جو التباس ہو اس کو دور کرنا چاہا تو فرمایا: وابو سعيدن الخدري اسمه سعد بن مالك بن سنان وسعد بن ابي وقاص هو سعد بن مالك بنوهيب۔ یعنی یہ دونوں حضرات نام اور ولدیت میں مشترک ہیں' ابوسعید خدری کا نام سعد اور ان کے والد کا نام مالک ہے' اور سعد بن ابی وقاصؓ کا بھی نام سعد اور والد کا نام مالک ہے لیکن دادا کے نام سے ان دونوں کے درمیان فرق ہوسکتا ہے' کہ ابوسعید خدریؓ کے دادا کا نام ''مالک'' ہے اور سعد بن ابی وقاصؓ کے دادا کا نام ''وھیب'' ہے اس وجہ سے امام ترمذیؒ نے' ابوسعید خدریؓ کے ساتھ سعد بن ابی وقاصؓ کا نسب بھی ذکر کیا۔